اسلام ہی نظافت کی تعلیم دیتا ہے

ازمولوی حبیب اللہ خاں صاحب ڈھاکوی متعلم مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی

برادرانِ ملّت! اِس ہوش رُبا زمانہ میں جب کہ یورپ کی غلط نظافت ونزاہت کا اُمنڈتا ہوا سیلاب دنیا کی ہر حقیقی نظافت ونفاست کو کوڑا کرکٹ کی طرح بہائے لئے جا رہا ہو۔ اور جب کہ جدید تہذیب وتمدن کی نظافت فریبی نقاب چہرے پر ڈال کر اسلام کی اصلی وحقیقی نظافت پر ڈاکہ ڈالنے کی پیہم کوشش کر رہی ہے اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ بھی مغربی نظافت کا اندھا مقلد بن کر اسلامی نظافت کو ناقص سمجھنے لگا۔ اور اپنے کو نظافت ونزاہت کا فرشتہ اور دوسروں کو اچھوتوں سے زیادہ پلید سمجھنے لگا۔ ایسے وقت میں مَیں نے ضرورت محسوس کی۔ کہ فرعونی ساحروں کے ساتھ عصائے موسیٰؑ سے کام لوں۔ اور اسلام کی اصلی نظافت کو اس کی مقدس صورت میں ان کے سامنے پیش کروں۔ اور انہیں بتا دوں کہ نظافت کا معیار کیا ہے۔

ناظرین کرام! دنیا ابتدائے آفرینش ہی سے مختلف مذاہب کی گہوارہ بنی ہوئی ہے۔ اگر آپ صرف ہندوستان ہی پر ایک طائرانہ نظر ڈال لیں۔ تو آپ کو بہت سے مذاہب ملیں گے۔ لیکن اگر میں آپ سے گذارش کروں۔ کہ آپ دنیا کے تمام مذاہب کا مطالعہ تعمق نظر سے کیجئے۔ اور پھر بتائیے۔ کہ کیا دنیا میں کوئی ایسا مذہب بھی ہے۔ جس نے دیگر تعلیمات کے ساتھ ساتھ نظافت ونفاست کی تعلیم دی ہو۔ آپ مذاہب عالم کا مطالعہ بنظر امعان حرف بحرف کر چکیں گے۔ مگر آپ کو سوائے شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے کوئی مذہب نہیں ملیگا جس نے دیگر تعلیمات کے ساتھ ہی نظافت پر بھی زور دیا ہو۔ ممکن ہے کہ آپ یہ کہہ دیں کہ اس وقت بھی دنیا میں راہبوں۔ رہبانوں اور سادھوؤں، سنیاسیوں کی بہت سی مقدس جماعتیں موجود ہیں۔ اور ان کے پیرو اور متبعین ان کو مقدس مُطہر سمجھتے ہیں۔ اور ان کو برگزیدہ و خدا رسیدہ سمجھ کر ان کی نہایت عزت واحترام کرتے ہیں۔ کیا ان بزرگوں نے نظافت کی تعلیم نہیں دی۔ ہاں جناب من ہمیں بھی اِس بات کا اعتراف ہے۔ کہ اُن میں ایسے بزرگ انسان موجود تھے۔ اور اب بھی ہیں۔ اور بے شک انہوں نے نظافت کی بھی تعلیم دی ہے۔ لیکن اُن کی نظافت کی اِس تعلیم میں اتنا تاثر نہ تھا۔ کہ قعر قلب سے نکل کر ظاہری جلد پر بھی کچھ اثر پیدا کرے۔ بلکہ وہ تو روحانی وقلبی نظافت ہی تک محدود رہ گئی۔ اور وہ بھی نامکمل اور فطرت کے خلاف۔

ناظرین کرام! قبل ازیں کہ مَیں اسلامی نظافت کی توضیح کروں۔ دیگر مذاہب کی نظافت کے متعلق مختصراً کچھ تحریر کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ آپ حقیقت تک آسانی سے پہنچ سکیں۔ کیونکہ قاعدہ ہے۔ تُعرَفُ الاشیاءُ بِاَضدادِہا

ہر شئی اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ حضرات اگر آپ اپنے ہی اطراف میں تلاش کریں۔ تو آپ کو بہت سے رشی، منی ملیں گے۔ جن کے لمبے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ منہ سے بدبو نکل رہی ہے۔ جسم پر راکھ مل کر انسانی صورت بدل کر ایک ہیبت ناک صورت اختیار کرکے پیپلو یا کسی درخت کے نیچے دھیان وگیان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور بعض رشی ایسے بھی ملیں گے۔ کہ تلسی تلے گوبر سے لیپ پوت کر تپ، چپ کر رہے ہیں۔ اور بعض مذہب کے پیرو ایسے ہیں۔ کہ پیدائش سے لے کر مرتے دم تک ڈاڑھی ہو یا مونچھ، موئے بغل زیر ناف، ناخون کچھ نہیں کٹواتے۔ گویا کہ مجسم ریچھ بنے ہوئے ہیں۔ اور کچھ تو ایسے ہیں۔ کہ لٹیا یا گلاس میں تھوڑا سا پانی لئے ہوئے رفع حاجت کے لئے جا رہے ہیں۔ جس سے طہارت حاصل کریں گے۔ یہ تو ان بزرگوں کی حالت ہے۔ جو پیشوایانِ مذہب سمجھے جاتے ہیں۔ اگر آپ ذرا اور نگاہ اُٹھا کر نئی روشنی کے روشن خیال حضرات کی طرف دیکھیں۔ جو اپنے کو نظافت کا فرشتہ تصور کرتے ہیں۔ تو آپ کو انسانی صورت میں سگ یورپ شارع عام پر کھڑے ہو کر ٹانگ اٹھائے ہوئے پیشاب کرتے نظر آئے گا۔ اور پیشاب کر چکے۔ تو ذرا سا جھاڑ لیا۔ اور بس، ادہر قطرات کپڑوں میں جذب ہو رہے ہیں۔ اور کیا ہی نظافت پسند ہیں۔ کہ پائجامہ، پتلون ٹخنہ سے نیچے پہنے ہوئے ہیں۔ جس سے بوٹ کا پالش بھی ہو رہا ہے۔ اور حکومت کی سہولت کی خاطر سڑکوں کی بھی صفائی کرتے جا رہے ہیں۔ برادران ملت! یہ وہ لوگ ہیں۔ جو کہ محض نظافت پسند ہی نہیں۔ بلکہ آج کل یہی لوگ مہذب طبقے میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اب آپ ہی ذرا انصاف سے بتائیے۔ کہ کوئی ادنیٰ عقل و بصیرت رکھنے والا شخص بھی ان لوگوں کو نظافت پسند کہہ سکتا ہے؟ حضرات! مذاہب بالا کو میں نے بلا تعین کنایۃً ذکر اس واسطے کیا۔ کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح یعنی صاحبِ بصیرت کے نزدیک کنایہ صراحت سے زیادہ بلیغ ہوا کرتا ہے۔

اب آئیے میں آپ کو اسلامی نظافت کے متعلق کچھ بتاؤں۔ نظافت کہنے کو بہت معمولی چیز ہے۔ لیکن درحقیقت یہ حفظانِ صحت وبقائے مسرّت کی کلید ہے۔ نظافت دو قسم کی ہوا کرتی ہے۔ ایک نظافت روحانی وقلبی۔ دوسری نظافت جسمانی۔ نظافتِ قلبی وروحانی کے لئے اتنی کثیر تعداد میں آیات واحادیث موجود ہیں۔ کہ ان کا تذکرہ ایک مفصل ومطول مضمون کے ہی ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اِس وقت میرا مقصود ظاہری صفائی اور جسمانی طہارت کی طرف توجہ دلانا ہے۔ اِس لئے اِس کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔

اسلام کا جو سب سے پہلا قانون ہے۔ اس کی طرف چشم حقیقت بین سے دیکھئے۔ کس قدر نفسیاتی پہلو پر مشتمل ہے۔ کہ جو شخص مشرف باسلام ہونا چاہتا ہے۔ اُس کیلئے ملّتِ بیضا کا حکم ہے۔ کہ اچھی طرح غسل کر کے تمام نجاسات سے منزہ ومنقح ہو کر آئے۔ اور کلمۂ شہادت پڑھ کر اپنا نام دفتر اسلام میں درج کرائے۔ اب جب وہ مشرف باسلام ہو چکا ہے۔ اور اقیموا الصلوٰۃ کہہ کر اس کو عبادتِ بدنی ادائے صلوٰۃ

کا حکم دیا جاتا ہے۔ تو پہلے اسلام شفقت کے لہجے میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ کہ اے خدا کے پجاری جب تم خدا کی عبادت کے لئے آؤ۔ تو سب سے پہلے "اپنا لباس پاک صاف کرو" اور بدن سے ناپاکی کو دور کرو۔ اور اچھی طرح سے مسواک کر کے مُنہ صاف کرو۔ اور پاک پانی لے کر ہاتھوں کو اچھی طرح کہنی اور پاؤں کو ٹخنے تک اور پورے چہرے کو اچھی طرح دھوؤ۔ غرضیکہ پوری طرح وضو کرو۔ پھر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو۔ اور عبادت میں مستغرق ہو جاؤ۔ اور اسی طرح شب و روز پانچ مرتبہ پاک صاف ہو کر خدائے واحد کی عبادت کرو۔ اور نیز غسلِ جنابت کو بھی اسلام نے واجب قرار دیا۔ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا (مائدہ) یعنی اگر جنبی ہو تو غسل کر لیا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جمعہ کو غسل کر کے پاک و صاف لباس پہن کر اور خوشبو لگا کر مسجد میں جایا کرو حضرات خیال فرمائیے۔ ایک طرف گندہ دہن اور جسموں پر راکھ مل کر منحوس شکل ہو کر کسی معبود کی پرستش کی جارہی ہے۔ دوسری طرف ملّت غرّا کا پیرو غسل کر کے پاک ہو کر عمدہ لباس و خوشبو لگا کر معبودِ حقیقی کی عبادت میں سربسجود ہے۔ اسی طرح اگر ایک طرف گوبر و لید کو مطہر و باعثِ طہارت سمجھا جاتا ہے۔ تو تو دوسری طرف اسلام نے اس سے استنجا کرنے سے بھی منع فرما دیا۔ کہ گوبر سے طہارت نہیں حاصل ہو سکتی۔ اگر ایک طرف مونچھ بال وغیرہ رکھ کر ریچھ بننا عین نظافت ہے۔ تو دوسری طرف ملت بیضا کے نزدیک یہ عین خباثت و بہیمیت ہے۔ بلکہ اسلام تو کہتا ہے۔ کہ انسانی صورت تبدیل کر کے کیوں درندہ بننا چاہتے ہو۔ تم تو اشرف المخلوقات ہو۔ قرآن حکیم تو تمہارے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ کہ ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا ہے۔ پس تم بالوں کو کٹا کر گردن یا کانوں تک رکھو۔ اور مونچھیں چھوٹی کراؤ۔ موئے بغل، زیر ناف صاف کرو۔ اور ناخون کٹاؤ۔ پھر انسانی صورت میں اپنی شرافت کو دنیا کے سامنے پیش کرو۔ اور حقیقت نظافت یہ ہے۔ اگر ایک طرف ایک گلاس پانی ہی سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔ تو دوسری طرف شریعت مصطفویہ حکم دیتی ہے۔ کہ کم سے کم تین پتھر ہونے چاہئیں۔ یا اتنا کافی پانی ہو۔ جس سے پوری طرح صفائی ہو جائے۔ یہ ہے کمالِ نظافت اسی طرح اگر ایک طرف شارع عام پر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا رواج ہے۔ اور صرف جھاڑ لینے ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ تو دوسری طرف شریعت محمدیہ کا حکم ہے۔ کہ بول و براز لوگوں سے الگ ہو کر مخفی جگہ پر بیٹھ کر کیا جائے۔ اور پیشاب کی چھینٹوں سے بہت زیادہ احتیاط کی جائے۔ حتی کہ پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط نہ کرنے والے کے متعلق اسلام زجر و توبیخ سے کام لیتا ہے۔ کہ وہ عذاب قبر میں گرفتار ہوگا۔ اسی طرح اگر مغربیت کا دلدادہ پائجامہ اور پتلون سے بوٹ صاف کرنا اور راستوں کی صفائی کرتے ہوئے چلنا

نظافت سمجھتا ہے۔ تو اسلام کے نزدیک یہ عین نجاست ہے۔ بلکہ اسلام تو کہتا ہے کہ پائجامہ ٹخنہ سے اوپر رہنا چاہئے۔ تاکہ نجاست سے ملوث نہ ہو۔ اور کپڑا پلید نہ ہو جائے۔ اسی طرح اگر چودھویں صدی کے مہذّب لوگ کتوّں سے محبت کرتے ہیں۔ اور اس سے شادی بیاہ کی بھی رسم ادا کرتے ہیں۔ تو دوسری طرف شریعت کے نزدیک کتا اس قدر پلید جانور ہے۔ کہ کسی برتن میں مُنہ ڈال دے۔ تو اس کو مٹی لگا کر سات مرتبہ دھونے کا حکم ہے۔

ناظرین کرام! جس طرح جسمانی نظافت کا صحت پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ اور لباس کی نظافت کا اثر روح و خیالات پر پڑتا ہے۔ اسی طرح غذا کا بھی اخلاق وجذبات پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ پاکیزہ غذائیں حُسنِ اخلاق۔ پاکیزہ جذبات پیدا کرتی ہیں۔ اسی حکمت غامضہ کے مدنظر اسلام نے عمدہ اور پاکیزہ غذائیں کھانے کا حکم دیا۔ اور خنزیر و کتا وغیرہ غلیظ خور جانوروں اور درندوں کو حرام قرار دیا۔ اور ان کے گوشت کھانے سے منع فرمادیا۔ صاحب عقل و بصیرت ہی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اسلام کی اِس نظافت نفاست کا فلسفہ کتنا اہم ہے۔ نظافت پسند لوگوں کے متعلق خداوند قدوس کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (بقرہ ع ۲۸) یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور صفائی رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ناظرین کرام! ان تمام بیانات سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی۔ کہ اسلام ہی نظافت کی تعلیم دیتا ہے اور اس کی یہ عدیم المثال تعلیم ہے۔ آج تک نہ کسی مذہب نے اس کی نظیر پیش کی اور نہ ہی قیامت تک پیش کرسکے گا یہی وجہ ہے۔ کہ خداوند قدوس مذہب اسلام کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ کہ اسلام ہی خدا کا پسندیدہ مذہب ہے +

بقیہ مضمون ص ۲۳:۔ ثابت نہیں۔ ہاں حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین ثابت ہے۔ (اخرجہ الاثرم کما فی المغنی لابن قدامہ ج ۲ ص ۲۴۲) مگر یہ حضرت ابن عمرؓ صحابی کا اپنا فعل ہے۔

صاحب ہدایہ نے رفع یدین عند تکبیرات العیدین کے ثبوت میں ایک حدیث پیش کی ہے۔ لیکن افسوس اس حدیث کے کسی طریق میں مثبت مدعا تکبیرات العیدین کا لفظ موجود نہیں ہے چنانچہ علمائے حنفیہ کو خود اس کا اقرار ہے۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جو رکوع جانے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفعِ یدین کو جو حسب تصریح حافظ عراقی پچاس صحابیوں سے مرفوعاً مروی ہے۔ جن میں حضرات عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ اور جس پر بجز چند اہل کوفہ کے تمام عالم اسلامی عمل کرتا رہا۔ بلا دلیل منسوخ یا مباح رخصت اور خلاف اولیٰ و مرجوح اور رفع یدین نہ کرنے کو عزیمت و اولیٰ اور راجح کہتے ہیں۔ اور عیدین میں رفع یدین کو جو کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں۔ سنت کہتے ہیں۔ فیا للعجب وضیعۃ الادب +